تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

اَلۡحُزۡنُ رَفِیۡقِیۡ وَغَمِّیۡ لِاَجَلِ اُمَّتِیۡ (حضرت محمدؐ)

غم میرا رفیق ہے اور میرا غم میری امت کے لئے ہے

(تقریر نمبر7)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

فَقَدۡ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذۡ اَخۡرَجَہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ہُمَا فِی الۡغَارِ اِذۡ یَقُوۡلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلَیۡہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡہَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا السُّفۡلٰی ؕ وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ہِیَ الۡعُلۡیَا ؕ وَاللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ (التوبۃ:40)

یعنی اللہ (پہلے بھی) اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا (وطن سے) نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے۔ اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور اس نے ان لوگوں کی بات نیچی کر دکھائی جنہوں نے کفر کیا تھا۔ اور بات اللہ ہی کی غالب ہوتی ہے اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم
مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم
آں کجا رُوئے کہ دارد ہمچو رُویش آب و تاب
واں کُجا باغے کہ مے دارد بہارِ دلبرم

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 597-598 حاشیہ)

کہ میرے محبوب جیسا کوئی نہیں ہے۔ اس کے ہاں چاند اور سورج کی بھی کوئی قیمت نہیں۔ ایسا چہرہ کہاں کہ اس جیسی آب و تاب رکھتا ہو اور ایسا باغ کہاں جو میرے محبوب جیسی بہار رکھتا ہو۔

معززسامعین! حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی سیرت کے حوالہ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا:

اَلۡمَعۡرِفَۃُ رَاسُ مَالِیۡ وَالۡعَقَلُ اَصۡلُ دِیۡنِیۡ، وَالۡحُبُّ اَسَاسِیۡ، وَالشَّوۡقُ مَرۡکَبِیۡ، وَذِکۡرُ اللّٰہِ اَنِیۡسِیۡ، وَالثِّقَۃُ کَنۡزِیۡ، وَالۡحُزۡنُ رَفِیۡقِیۡ، وَالۡعِلۡمُ سَلَاحِیۡ، وَالصَّبۡرُ رِدَائِیۡ، وَالرِّضَاءُ غَنِیۡمَتِیۡ وَالۡعِجۡزُ فَخۡرِیۡ، وَالذُّھۡدُ حِرۡفَتِیۡ، وَالۡیَقِیۡنُ قُوَّتِیۡ، وَالصِّدۡقُ شَفِیۡعَتِیۡ، وَالطَّاعَۃُ حَسۡبِیۡ، وَالۡجِھَادُ خُلُقِیۡ وَقُرَّۃُ عَیۡنِیۡ فِی الصَّلٰوۃِ وَثَمۡرَۃُ فُؤَادِیۡ فِیۡ ذِکۡرِہٖ وَغَمِّیۡ لِاَجَلِ اُمَّتِیۡ وَشَوۡقِیۡ اِلٰی رَبِّیۡ عَزَّ وَجَلَّ

(الشِّفَاءِ لقاضی عیاض بن موسیٰ صفحہ 81)

کہ معرفت میرا سرمایہ ہے اور عقل میرے دین کی بنیاد ہے اور محبت میری اساس ہے اور شوق میری سواری ہے اور ذکرِ الٰہی میرا مونس ہے اور وثوق میرا خزانہ ہے اور غم میرا رفیق اور علم میرا ہتھیار ہے، صبر میری چادر ہے، رضا میری غنیمت اور عاجزی میرا فخر ہے اور زُہد میرا پیشہ اور یقین میری قوت اور صدق میرا شفیع اور اطاعت

میرا حسب، جہاد میرا خلق اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، ذکرِ الٰہی میرے دل کا پھل ہے اور میرا غم میری امت کے لئے ہے اور میرا شوق اپنے رب عزّ وجلّ کی طرف ہے۔

سامعین! اس روایت میں جو 20 خصوصیات اور اوصاف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے بیان فرمائے ہیں۔ اُن پر ترتیب کے ساتھ روشنی ڈالی جارہی ہے۔ چھ خصوصیات اور اوصاف پر 6 تقاریر تیار ہوچکی ہیں۔ آج ساتواں وصف اَلْحُزْنُ رَفِیْقِیْ کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ اُس پر روشنی ڈالنے کے لئے آپ حاضرین کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔ اِسی مضمون کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن بیس اوصاف میں سے انیسویں نمبر پر بھی یوں بیان کیا ہے کہ غَمِّیْ لِاَجَلِ اُمَّتِیْ کہ میرا غم میری امت کے لئے ہے۔ اس لیے اِن دونوں اوصاف کو یکجائی طور پر پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ حُزن، غم، رنج وملال اور اَلَم کو بولتے ہیں اور حزین اُس فرد کو کہتے ہیں جو غمگین ہو، مغموم ہو یا رنجیدہ رہتا ہو جبکہ آج کی تقریر کے عنوان میں دوسرا لفظ "رفیق" مضمون کو سمجھنے کے لیے قابل تشریح ہے۔ رفیق، رفق سے نکلا ہے جس کے معنی نرمی اور مہربانی کے ہیں اور رفیق۔ دوست، غمگسار، ساتھی اور ہم سفر کے لیے بولتے ہیں۔ ہم اِس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ہر انسان کو دوست اور رفیق کی ضرورت ہوتی ہے۔ بالخصوص تنہائی میں جب اُداسی اور غم انسان کے صحن میں بسیرا کر لیتے ہیں۔ ضرب المثل ہے "رفیق کنج تنہائی کتاب است" کہ تنہائی کی بہترین دوست کتاب ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ دوست وہ ہوتا ہے جو مصیبت کے وقت کام آئے۔

انسان پر جو کیفیات غالب آتی ہیں اُن میں سے ایک کیفیت "غم" ہے۔ بعض لوگ غم کو اپنے اوپر غالب کر لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اُن کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ روحانی طور پر بھی انسان غم کی وجہ سے اللہ سے دُور ہوتا چلا جاتا ہے کیونکہ خدا پر بھروسہ میں کمی آتی جاتی ہے اور جب صحت خراب ہو گی یا رہے گی تو پھر خدا کا حق کیسے ادا ہو گا۔ لیکن کچھ لوگ ایسے مضبوط قویٰ کے ہوتے ہیں جن پر غم کے پہاڑ بھی ٹوٹ پڑیں تو وہ ثابت قدم رہتے ہیں وہ غم کو پی جاتے ہیں اور اپنے اللہ کی طرف پہلے سے بڑھ کر جھکتے اور دعا کرنے میں پہلے سے بڑھ جاتے ہیں۔ اِن اشخاص میں سے ایک نبیوں کے سردار خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنہوں نے غم کو اپنا دوست قرار دیا۔ جن کی زندگی غموں سے بھری پڑی ہے مگر آپؐ غم کو اپنے اوپر طاری نہ ہونے دیتے تھے۔ اِن میں سے ایک واقعہ تو مدینہ کی طرف ہجرت کا ہے۔ جب آپؐ غمگین حالت میں حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر عازمِ مدینہ ہوئے اور راستے میں حضرت ابو بکرؓ کے ہمراہ آپؐ نے اُس وقت غارِ ثور میں قیام فرمایا جب دشمن آپؐ کی تلاش میں تھے اور وہ آپؐ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے غارِ ثور تک پہنچ گئے تھے۔ اُن دشمنوں کے پاؤں دیکھ کر حضرت ابو بکرؓ گھبرا گئے تب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی حضرت ابو بکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (التوبۃ:40)۔ اِس کے بعد مدینہ تک کا سفر اور وہاں قیام کے آغاز کے دن غموں کے بادلوں میں گزرے۔ مگر میرے آقا و مولیٰ نے اِس کا خوب مقابلہ کیا اور غموں کو اپنا دوست بنا کر زندگی بسر کی۔ اِس موقع پر آپؐ کے یہ الفاظ بھی آپ کے غموں کی غمّازی کرتے ہیں کہ اے مکہ! میرا تجھے چھوڑنے کو دل نہیں کر رہا مگر کیا کروں یہاں کے لوگ مجھے رہنے نہیں دیتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"حقیقت تو یہ ہے کہ جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ سے ہجرت کی اللہ تعالیٰ نے اُسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دے دی تھی کہ تُو غم نہ کر ایک دن مَیں واپس تجھے اس جگہ لے کر آؤں گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 مئی 2025ء)

سامعین! آپؐ کی زندگی میں جو غم کے مواقع آئے اُن میں سے آپؐ کی اولاد کا یکے بعد دیگرے وفات پانا تھا۔ آپؐ مغموم ہوئے مگر اپنے خدا پر توکّل کرتے ہوئے اپنے بیٹے کی وفات پر فرمایا اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی بِہٖ رَبُّنَا یعنی آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا ربّ راضی ہو۔ اپنی اولاد کی وفات پر آپؐ کے صبر جمیل اور دوسروں کے لئے کامل نمونہ کے حوالے سے حضرت سید میر محمد اسحاق صاحبؓ کی یہ تحریر پیش کرتا ہوں۔

آپؓ لکھتے ہیں کہ

"آپ کی بہت سی اولاد آپؐ کے سامنے فوت ہوگئی۔ لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی اور آپؐ اس شخص کے لیے جسے مسیحؑ بھی جواب دے چکے تھے۔ کامل نمونہ ہیں۔ آپؐ اِس مصیبت زدہ کو جس کی اولاد مر جاتی ہے۔ جوان جوان بچے فوت ہو جاتے ہیں۔ بُلا کر کہتے ہیں۔ کہ آ! مَیں تیرا ہاتھ پکڑ تا ہوں اور آ! کہ مَیں تیرا رہبر بن سکتا ہوں اور آ! کہ میں بھی تیرے جیسی مصیبت برداشت کر چکا ہوں۔ میری اکثر جوان جوان بیٹیاں میری آنکھوں کے سامنے فوت ہو چکی ہیں۔ تمام لڑکے میری آنکھوں کے سامنے

یکے بعد دیگرے اجل کا شکار ہو چکے ہیں۔ مگر دیکھ میرا دل غمگین، میری آنکھیں تر، مگر میری زبان اپنے مولیٰ کی حمد سے معمور ہے اور آ! میری طرح اقرار کر کہ لَهُ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰی یعنی جس نے اولاد دی اُسی نے واپس بلالی ہے اور آ! میری طرح اقرار کر کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ یعنی بے شک یہ اولاد ہم سے پہلے خدا کے حضور چلی گئی ہے اور ہم کو داغِ مفارقت دے گئی ہے۔ مگر چند دنوں تک ہم بھی ان سے ملنے والے ہیں۔ اس لئے چند روزہ جدائی کے بعد پھر ہمارے بچھڑے ہوئے ہم سے مل لیں گے اور تھوڑے سے وقفہ سے آگے پیچھے جانے والے آپس میں ملاقات کر کے دائمی وصل کا شربت پئیں گے۔ پس کیا ہی عجیب نمونہ ہے۔ جو اولاد کی وفات پر حضورؐ نے دکھایا۔ لکھا ہے کہ حضورؐ اپنی ایک جوان بیٹی کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں۔ کسی نے کہا کہ حضور نبی ہو کر یہ غم؟ آپؐ سے فرمایا ۔ یہ جذبہ تو رحمت و شفقت ہے جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔ آپؐ کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہونے لگتا ہے جو کہ آپؐ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ عین نزع کی حالت میں آپؐ کی گود میں دیا جاتا ہے۔ آپؐ کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوف نے تعجب کا اظہار کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ عوف کے بیٹے! یہ تو رحمت و رافت ہے اور فرمایا۔ اَلْعَيْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى بِهٖ رَبُّنَا۔ یاد رکھو۔ صبر کا جو کامل نمونہ حضور علیہ السلام نے دکھایا۔ وہ ان تمام لوگوں کے لئے نمونہ ہے۔ جن کے لخت جگر خدا کی مصلحت کے تحت اُن سے جدا کر لئے جاتے ہیں۔"

(انسان کامل صفحہ 20-21)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم خُلق کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے اور آپ نے ہر ایک لڑکے کی وفات کے وقت یہی کہا کہ مجھے اس سے کچھ تعلق نہیں میں خدا کا ہوں اور خدا کی طرف جاؤں گا۔ ہر ایک دفعہ اولاد کے مرنے میں جو لخت جگر ہوتے ہیں یہی منہ سے نکلتا تھا کہ اے خدا ہر ایک چیز پر میں تجھے مقدّم رکھتا ہوں مجھے اس اولاد سے کچھ تعلق نہیں. کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ بالکل دُنیا کی خواہشوں اور شہوات سے بے تعلق تھے اور خدا کی راہ میں ہر ایک وقت اپنی جان ہتھیلی پر رکھتے تھے۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 299)

سامعین! پھر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ سال "عامُ الحُزن" یعنی غم کا سال کہلوایا جب حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابو طالبؓ وفات پا گئے۔ مگر آپؐ نے ان واقعات کو بھی شرح صدر سے برداشت کیا۔

جب خدیجہ ہوئیں اِس دارِ فنا سے رخصت
کھل گیا رہنے کو مہمان سرائے جنت
اس مصیبت میں پریشاں ہوئے اعلیٰ حضرت
یاد آتی رہی خاتون وفا کی محبت
کیا لکھیں حضرتِ والا کے غم و دور کا حال
نام اس سال کا رکھا تھا غم و دور کا سال
حق تعالیٰ نے گھٹا غم کی گھٹائی آخر
وحی میں بات عجوبہ یہ جتائی آخر

ان دونوں وفاتوں کے صدمہ اور غم کے بعد خدا تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا جاؤ اور اپنی قوم کو پھر اور پھر اور پھر ہوشیار کرو اور ان کی عدم توجہی کی پرواہ نہ کرو۔

(نبیوں کا سردار از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صفحہ 41-42)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی غموں اور صدموں کے محور میں گزری۔ مدینہ میں جتنی جنگیں اور سرایا آپؐ نے لڑے وہ غموں کے پہاڑ میں لڑے لیکن آپؐ نے بڑے ہی جرات مندانہ طریق پر اِن جنگوں میں معرکہ آرائی کی۔ صحابہ کے شہید ہونے کا غم بھی ملا۔ مگر آپؐ نے کمال صبر کے ساتھ اِس غم کو اپنے دوست کی طرح

غمگسار بنایا۔ جنگ اُحد اور جنگ حنین میں جو غم آپؐ کو ملے اُن کو آپؐ نے اپنے سینے سے لگایا اور اپنے دُکھ اور غم کو دشمن کے سامنے عیاں نہ ہونے دیا بلکہ اندر ہی اندر اِن کو برداشت کر کے جہاں صحابہ کو صبر برداشت کرنے کی تلقین کی وہاں دشمنوں کا غرور اور تکبّر توڑا۔

سامعین! اس تقریر کے دوسرے حصہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف کہ میرا غم میری امت کے لئے ہے کو بیان کرتا ہوں۔ اِسی فقرہ سے آپؐ کا اپنی امت سے پیار و محبت عیاں ہوتا ہے۔ آپؐ کو یہ غم کھائے جارہا ہے کہ میری امت، اللہ کی عبادت کرنے والی، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اِس کیفیت کو قرآن کریم میں لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ اَلَّا یَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ (الشعراء:3) کہ کیا تُو اپنی جان کو اِس لیے ہلاک کر دے گا کہ وہ مؤمن نہیں ہوتے۔ گو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی مخلص، وفادار قربانی کرنے والی جماعت عطا کی۔ جن کو رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ (التوبۃ:100) کا سرٹیفکیٹ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا۔ صحابہ کے انہی پاکیزہ افعال کی وجہ سے اَیَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ (المجادلہ:23) کہ یہ صحابہ روح القدس سے تائید یافتہ تھے۔ مگر حضورؐ کی تمنا اور خواہش اِس سے کہیں بڑھ کر تھی اور یہی غم تھا جو آپؐ کو اپنی امت کے لئے تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور آپؐ کے رنگ میں رنگین تھے فرماتے ہیں اور اپنی جماعت میں بھی ویسی ہی پاک تبدیلی دیکھنا چاہتے تھے جیسی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں آئی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مجھے سوز و گداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی پاک تبدیلی کا میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا اور اس حالت کو دیکھ کر میری وہی حالت ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ اَلَّا یَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ (الشعراء:4) یعنی تو شاید اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں نہیں مؤمن ہوتے۔ میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رَٹ لئے جاویں، اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 351-352۔ ایڈیشن 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس نُور کو لے کر آئے، جو ہدایت دنیا کے سامنے رکھی، جو شریعت قرآن کریم کی صورت میں آپ پر اتری، آپ کی خواہش تھی کہ دنیا اس ہدایت کو قبول کرے اور جو روشنی آپؐ پر اتری ہے اس روشنی سے حصہ لے کر اپنے دلوں کو منور کرے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے۔ کیونکہ آپ کو علم تھا کہ یہ روشنی جو آپ پر اتری ہے اس کے انکار کی صورت میں منکرین عذاب الٰہی کے مَورد بنیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی طبیعت میں انسانیت کے لئے بہت زیادہ رحم تھا، آپ کو یہ گوارا نہ تھا کہ کوئی انسان بھی ہدایت کے بغیر اس دنیا سے رخصت ہو کر عذاب پائے۔ پس آپ کے دل کی یہ کیفیت تھی کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر، بے چین ہو کر خدا تعالیٰ کے آگے گریہ وزاری کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ دنیا کی بقا اور اللہ تعالیٰ کا عبد بنانے کے لئے یہاں تک آپؐ کے دل کا اندر کا درد تھا کہ آپ کی بے چینی کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ اَلَّا یَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ (الشعراء:4) یعنی شاید تُو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ کیوں یہ لوگ ایمان نہیں لاتے، مومن نہیں ہوتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول! ہدایت دینا تیرا کام نہیں۔ پیغام پہنچانا تیرا کام ہے، یہ تیرے ذمہ ہے وہ کئے جا۔ ہدایت پہنچانا یا ہدایت دینا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون لوگ ہدایت کے مستحق ہیں یعنی کون لوگ ہدایت کے لئے کوشاں بھی ہیں اور خواہش بھی رکھتے ہیں۔ جو لوگ ہدایت کے جویاں ہیں، تلاش میں ہیں، انہیں ہم ہدایت دیتے ہیں اور انہیں پھر اس نُور سے حصہ ملتا ہے جو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر اتارا گیا۔ ان کے سینے پھر ہم اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں۔ ان کے دل پھر اُس نُور سے منور ہوتے چلے جاتے ہیں جو ہم نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا۔ وہ لوگ پھر سچائی کے نُور سے اپنے سینوں کو بھر لیتے ہیں۔ وہ اپنے دلوں کو خدا تعالیٰ کی یاد اور محبت سے بھر لیتے ہیں۔ ان کی زبان پر خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ پس یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے ایمانوں میں مضبوطی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم، قرآن کریم کا نُور، ایسے مومنین کے سینوں کو بھرتا چلا جاتا ہے کہ وہ علم و عرفان اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں بہتر سے بہتر معیار حاصل کرنے کی کوشش اور جستجو میں رہتے ہیں اور یہ کوشش اور جستجو ان کے لئے نئے اور نہ ختم ہونے والے خوبصورت راستے دکھاتی ہے۔ جو اُن کے خیالات کی پاکیزگی کو بڑھاتی ہے۔ جو ان کے علم و عرفان کو بھی بڑھاتی چلی جاتی ہے۔ جو اُن کے سچائی کے نور کو بھی پھیلاتی چلی جاتی ہے۔ اور پھر جہاں جہاں یہ روشنی پڑتی ہے وہاں سعید فطرتوں اور نیک طبعوں کو اس نُور سے حصہ دیتی چلی جاتی ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 دسمبر 2009ء)

”اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَآلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ۔“

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 11)

اے اللہ! درود اور سلام اور برکتیں بھیج آپؐ اور آپؐ کی آل پر۔ اتنی زیادہ رحمتیں اور برکتیں جتنے ہم و غم اور حزن آپ کے دل میں اس امت کے لیے تھے اور آپؐ پر اپنی رحمتوں کے انوار ہمیشہ نازل فرماتا چلا جا۔ آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡